دینِ خالص



PRICE R

ادارۂ اشاعتِ دینیات، حضرت نظام الدینؒ۔ نئی دھلی ۱۳

فی نشر الدین الخالص

دینِ خالص

مرتبہ

حضرت مولانا محمد احتشام الحسن صاحب کاندھلوی

ناشر

ادارہ اشاعتِ دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳

نظر ثانی شدہ فروری ۱۹۶۱ء

برانچ: ادارہ اشاعت دینیات ۳۶ محمد علی روڈ۔ بمبئی نمبر ۳

قیمت ایک روپیہ

(جمال پرنٹنگ پریس دہلی)

غرض و غایت

دینِ اسلام اللہ رب العالمین کا بھیجا ہوا مذہب برحق ہے جس کے بغیر کسی انسان کی نجات نہیں ہو سکتی اور نہ انسان کی انسانیت رونما اور نشو و نما پا سکتی ہے۔ لیکن لوگوں نے اپنی کج فہمی اور بے اعتدالی کی وجہ سے اس دینِ برحق میں نئی نئی باتیں اور من گھڑت راہیں اختیار کر لیں اور حق و باطل اور صحیح و غلط کو اس قدر خلط ملط کر دیا کہ اصل حقیقت کی معرفت دشوار ہو گئی اور صحیح راستہ پر قائم رہنا محال نظر آنے لگا اور یہ دشواریاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں اور نئی نئی باتیں پیدا ہو رہی ہیں اس لئے اس مختصر رسالہ میں دینِ اسلام کی اصل حقیقت اور صحیح راہ کو جامع اور واضح طور پر بیان کیا گیا تاکہ انسان گمراہی اور بے راہی سے محفوظ رہے اور ہمیشہ راہِ مستقیم پر مستقیم اور استوار رہے۔ اگر کوئی شخص ان اصولوں کو مستحضر رکھے گا اور ان پر قائم رہے گا تو حق و باطل اور صحیح و غلط میں تمیز آسان ہوگی اور کبھی گمراہی میں مبتلا نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

محمد احتشام الحسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وعلیٰ من تبعھم باحسان الی یوم الدین برحمتک یا ارحم الرٰحمین

انسانی زندگی کی ترقی اور استواری کا دارومدار عبد ومعبود کے درمیان تعلق کی استواری پر موقوف ہے جس قدر بندہ کا اپنے مولیٰ کریم سے تعلق مستحکم اور استوار ہوگا اسی قدر زندگی بندگی سے آراستہ ہوگی اور انسانیت اپنے صحیح رنگ و رُوپ میں نمایاں ہوگی۔ یہی وہ سیدھا اور صاف راستہ جس پر قائم رہنے سے انسانیت عروج وکمال حاصل کرتی ہے اور انسان صحیح معنی میں انسان بنتا ہے۔ اس راستہ پر برقرار واستوار ہونے کے لئے تین امور کی ضرورت ہے

(۱) اتباع (۲) اطاعت (۳) محبت وعظمت

درحقیقت یہ تینوں چیزیں بندگی کے تین مدارج ہیں۔ اس لئے کہ اتباع کسی کے پیچھے چلنے اور اس کی پوری پیروی کو کہتے ہیں۔ گویا انسانی جوارح اور ظاہری اعضا خود مختار نہ ہوں بلکہ اپنے معبود اور خالق برحق اور پروردگار عالم کے حکم کے پیرو کار ہوں اور اطاعت فرمانبرداری اور انقیاد باطنی کا نام ہے تو گویا انسانی جوارح اور اعضا ظاہری کے ساتھ ساتھ اس کا دل ودماغ بھی فرمانبردار ہو اور انسان کا ظاہر وباطن

برضا و رغبت حکم ربانی کا مطیع و منقاد ہو۔ پھر اس پیروی اور فرمانبرداری کا باعث
اور اصل محرک محض جذبۂ محبت و عظمت ہو اور ہر نوع کی اغراض اور منافع کی آمیزش
سے بالکل پاک و صاف ہو۔ اب بندگی کی تکمیل ہوتی ہے اور اسی کو "اسلام" کہتے
ہیں یعنی بندہ کا ظاہر و باطن برضا و رغبت جذبۂ عظمت و محبت کے ساتھ ہر وقت
احکام الٰہی کے سامنے سرنگوں رہے کہ اسی سرنگونی میں رب العالمین کی رضا اور
خوشنودی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا   پسند کرلیا میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو۔

ظاہر ہے جس دین میں کامل سپردگی اور پوری پیروی اور فرمانبرداری ہو وہی دین بارگاہ
رب العزت میں پذیرائی اور پسندیدگی کے لائق ہو سکتا ہے۔

ہر سلیم طبیعت کا فطری تقاضا بھی ہے کہ بندہ کا اپنے مولیٰ کے ساتھ تعلق صحیح
بھی ہو اور مستحکم اور استوار بھی ہو۔ لیکن ان تینوں امور پر جو بندگی کے اصل اساسات
ہیں عقل انسانی کی رسائی اور استواری کا دشوار ترین مرحلہ ہے۔ فضل ایزدی نے
اپنی مخلوق کی سہولت اور آسانی کے لئے کائنات میں سے خلاصۂ کائنات بنایا اور
بندگی کے سارے جوہر اس میں ودیعت کر کے کامل مجسمۂ عبدیت بنا دیا اور
عبدہٗ و رسولہٗ کا طغرۂ امتیازی عطا فرما کر ساری مخلوق کو حکم دیدیا کہ تم ان کا اتباع
کرو۔ ان کا اتباع بعینہ میرے احکام کی پیروی ہے۔ تم ان کی اطاعت کرو۔ ان کی
اطاعت میری ہی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ تم ان سے محبت کرو ان کی محبت

پیروی محبت کو مستلزم ہے علیہ الف الف صلوٰۃ وتحیۃ اور جو لوگ اللہ اور رسول
کے اتباع اللہ اور رسول کی اطاعت اللہ اور رسول کی محبت و عظمت میں تفریق کر کے کوئی
درمیانی راہ نکالنا چاہتے ہیں ان کے متعلق فیصلہ خداوندی صاف ہے ارشاد
ربانی ہے۔

يُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللّٰهِ وَ	لوگ چاہتے ہیں کہ تفریق کریں اللہ میں اور اس
رُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ	کے رسول میں اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں بعض
بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ	کو اور نہیں مانتے بعض کو اور چاہتے ہیں کہ کوئی
ذٰلِكَ سَبِيلًا أُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا	درمیانی راہ نکالیں ایسے لوگ ہی ہیں یقینی کافر

تو گویا خالق اور مخلوق کے درمیان خالق تک رسائی کے لئے ایک ایسا مستحکم واسطہ
بنا دیا گیا جس کا کوئی کام بندگی کے منافی نہیں جس کی کوئی آن بندگی سے خالی
نہیں جس کی کوئی بات اپنی گویائی نہیں تاکہ اس واسطہ کو مضبوط پکڑ کر اس
اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھ کر بے خوف و خطر بندگی کے راستہ پر گامزن رہے اور ہمیشہ
فائز و کامیاب رہے اور اگر اس واسطہ کو چھوڑ دیا اور ذرا اس حسنہ سے قدم ہٹ گیا
تو پھر سراسر تباہی اور بربادی ہے اور کھلی بربادی اور گمراہی ہے ؎

محمد عربی کآبروئے ہر دو سراست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

حاصل کلام یہ کہ انسانی نجات اور فلاح کے لئے صرف ایک راستہ ہے جو تین امور کی پابندی
پر موقوف ہے۔ اللہ اور رسول کا اتباع اللہ اور رسول کی اطاعت اللہ اور رسول

کی عظمت و محبت۔ اور ان تینوں امور کو اجمالی طور پر بیان کرنا اس وقت مقصود ہے۔

اللہ اور رسول کا اتباع

ہر شخص زبان سے اقرار کرے یا نہ کرے اس کا دل اندرونی طور سے اس بات کو ضرور مانتا ہے کہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ از خود بطنِ مادر سے نکل کر زمین پر نہیں آپڑا اور وہی حقیقی طور پر اس کی پرورش اور تربیت کر رہا ہے۔ یہ ضمیر کی وہ پوشیدہ آواز ہے جو منکر سے منکر اور ملحد سے ملحد کی زبان پر بھی کبھی نہ کبھی بے ساختہ آجاتی ہے اور جو دل کی صحیح ترجمان ہوتی ہے۔

اس خالق اور مالک اور پروردگار نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لئے ایک کتاب (قرآنِ حکیم) نازل فرمائی جس میں مخلوق کی خیر خواہی کے لئے ایسے احکامات نازل فرمائے تاکہ ان کی پابندی سے فریضۂ بندگی بھی ادا ہو اور انسانیت کی درستگی اور آراستگی بھی ہو اور جا بجا اپنے بندوں کو حکم دیا کہ صرف اسی کتاب کی پیروی کرو۔ یہی تمہاری سعادت دارین کی متکفل اور ضامن ہے اور اسی سے رب العالمین کے احکام کی پیروی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ

پیروی کرو تم اس کی جو نازل کیا گیا تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے اور نہ پیروی کرو تم اس کے علاوہ دوسروں کی

کتاب اللہ میں جو کچھ اللہ رب العزت کی جانب سے نازل کیا گیا ہے صرف اسی کے اتباع

اور پیروی کا حکم دیا گیا اور صریح طور پر روک دیا گیا کہ اس سے ہٹ کر کسی دوسرے کا اتباع اور پیروی ہرگز مت کرو کیونکہ غلط پیروی ہی تباہی اور بربادی لاتی ہے لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور پیروی بھی بعینہٖ اللہ رب العزت کے حکم کا اتباع اور پیروی تھا اس لئے دوسری جگہ واضح طور پر حکم فرما دیا۔

مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

جس بات کو تمہیں رسول کریم بتائیں اس کو مضبوط پکڑو اور جس سے تمہیں منع کریں اس سے باز رہو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا اور ان کے مطابق عمل کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس بات سے منع کریں اس سے باز رہنا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور پیروی ہے اور ظاہر ہے یہ وہی باتیں ہو سکتی ہیں جن سے کتاب اللہ ساکت ہو اور ان کا حکم رسول کی زبانی بتلایا گیا ہے۔ اس لئے کہ علم رسالت میں حکم ربانی ہے چاہے وہ قرآنی ہو یا رسول کریم کی زبانی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○

اور نہیں بولتے رسول کریم اپنی خواہش سے بلکہ وحی ربانی ہوتی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔

ارشاد ربانی میں صاف طور پر بتلا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث اپنی نہیں ہوتی بلکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں سب وحی الٰہی ہوتی ہے اور بلاواسطہ تعلیم ربانی ہوتی ہے۔ تو گویا تعلیم ربانی کے دو طریقے ہوئے۔ ایک بلاواسطہ جیسا کہ

علیہ السلام پر، یہ الفاظ و معانی دونوں کی تعلیم ہوتی ہے جو کلام ربانی اور حدیث متلو کہلاتی ہے۔ دوسرے صرف معنی اور مفہوم کی تلقین۔ یہ حدیث نبوی اور وحی غیر متلو کہلاتی ہے۔ پہلے میں چونکہ نظم قرآنی کا انتساب اللہ رب العزت کی جانب ہے اس لیے اس کے ہم مثل اور مشابہ کوئی دوسرا کلام نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد کلام رسول کا درجہ اور مرتبہ ہے کہ وہ بھی وحی ربانی اور تعلیم خداوندی ہے۔ چنانچہ حضرت مقداد بن معدیکرب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمَعَهُ مِثْلَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ (مشکوٰۃ عن ابی داود والدارمی وابن ماجہ)

خبردار رہو! میں قرآن دیا گیا ہوں اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور بھی۔ خبردار قریب ہی پیٹ بھرے ہوئے مسند پر تکیہ لگائے ہوئے لوگ ظاہر ہوں گے جو کہیں گے تم قرآن کو لے لو جو اس میں حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو اور جو اس میں حرام پاؤ اس کو حرام جانو حالانکہ جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کر دیا وہ ویسا ہی حرام ہے جیسا کہ اللہ کا حرام کیا ہوا (مشکوٰۃ)

حضرت عرباض ابن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِي

کیا کوئی مسند لگائے ہوئے مغرور یہ خیال نہ کرے کہ اللہ نے صرف وہی حرام کیا ہے جو قرآن میں ہے

هٰذَا الْقُرْآنَ لَا وَإِنِّي وَاللّٰهِ قَدْ أَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ

(مشکوٰۃ عن ابی داؤد)

خبردار رہو بلاشک خدا کی قسم میں نے بھی حکم کیا ہے اور نصیحت کی ہے اور منع کیا ہے قرآن جتنا بلکہ اس سے زائد اور ...

(مشکوٰۃ)

حضرت ابورافع فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ (مشکوٰۃ)

میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ مسند پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا ہو اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم آئے اور وہ یہ کہہ کر ٹال دے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ ہم نے کتاب اللہ میں پایا اس کا اتباع کیا۔

ارشادات نبوی سے یہ حقیقت اچھی طرح ظاہر ہو گئی کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ دونوں کا اتباع ضروری ہے۔ ایک کے اتباع کا دعویٰ کرنا اور دوسرے کے اتباع کا انکار دونوں کے اتباع سے انکار کا مترادف ہے - اور مردود و باطل ہے۔ ارشادات نبویہ میں جہاں اس بات کی خبر دی گئی کہ امت محمدیہ میں بعض لوگ ایسے ظاہر ہوں گے جو حدیث رسول سے انکار کریں گے وہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انکار حدیث کی جرأت انھیں لوگوں کو ہوگی جو دنیا سے ملے ہوئے اور عیش پرست شکم پرور یا غالب ہونگے۔ جن کو مقصد سیادت و قیادت

کی ہوس ہوئی اور لیس، لیکن جیسا آیاتِ قرآنی کے بغیر روشنی نہیں حاصل ہو سکتی ہے ایسا ہی احادیثِ نبوی کے بغیر صحیح رہنمائی نہیں ہو سکتی اسی لیے ہدایت اور راہ یابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ	پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسول پر جو نبی
الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَاتِهِ	امی ہے اور ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے
وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ	کلمہ پر اور اتباع کرو تم اس کا تاکہ ہدایت پاؤ

پس معلوم ہوا کہ ہدایت پانے کے لیے محض اللہ اور رسول پر ایمان لانا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ کا اتباع بھی ضروری اور لازمی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چونکہ ساری تعلیم و ہدایت براہ راست اللہ رب العالمین کی جانب سے ہوتی ہے اور یہ بات عقلاً و نقلاً ثابت ہو چکی ہے اس لیے محض آپ کے احکام ہی کا اتباع ضروری نہیں بلکہ ضروری اور نہایت ضروری ہے کہ آپ کی ہر ادا ہر حرکت و سکون پر پوری نگاہ رکھی جائے اور ہر ایک کا پورا اتباع کیا جائے جیسا کہ حکم ربانی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ	بیشک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	بہترین نمونہ عمل ہے

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بندگی پوری کی پوری وہی مرغوب ہے اور

مقبول ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بالکل نقشِ قدم پر ہو اور ان مبارک نقوش سے ہٹ کر اگر محبتِ خداوندی کا دعویٰ ہو مگر بارگاہِ خداوندی میں وہ محبت لائقِ پذیرائی اور قابلِ پسندیدگی نہیں جیسا کہ اعلانِ ربانی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اعلان کرو اگر اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تمہیں پسند کرے۔

بغیر اتباع کے محبتِ خداوندی کا دعویٰ غلط اور بے بنیاد ہے اور اتباع خداوندی وہی معتبر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے بالکل مطابق ہو۔ یہ اتباع کا اس قدر محکم معیار مقرر کر دیا گیا کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں رہا اور نجات کی کوئی دوسری راہ ہی نہیں۔ اب کوئی نبی ہو یا ولی امت کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا متبع اور پیروکار ہو۔ چنانچہ اگر انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم بھی اس وقت دنیا میں تشریف لاتے تو ان کی صداقت حقانیت عظمت و جلالت کے باوجود ان کے لئے بھی سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اتباع ضروری ہوتا اور یہ بات بھی بالکل واضح اور ظاہر اس لئے کہ نبی اور رسول اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں مخلوقِ خدا اس کا پورا اتباع اور پیروی کرے اور اس کی رہنمائی بالکل صحیح رہنمائی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت چونکہ تمام بنی نوعِ انسان کے لئے ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے آپ کے پیروکاروں میں انبیاء سابقین بھی

شامل ہو گئے۔ اسی لئے اُن کی عظمت و حرمت کو باقی رکھنے کے لئے اُن کی رسالت و نبوت کو سید الانبیاء رحمۃ للعالمین کی بعثت تک کے لئے محدود و موقت کر دیا گیا علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ شب معراج میں تمام انبیاء کرام کی امامت اور قیادت اسی کا بیّن ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء سابقین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرائی گئی اور آپ کی نصرت و اعانت کا عہد لیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو اچھی طرح آشکارا فرمایا ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "ہم یہود سے بعض عجیب و غریب باتیں سنتے ہیں، اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم بعض باتوں کو لکھ لیا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

أَمُتَهَوِّكُونَ أَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي
رواہ احمد والبیہقی (مشکوٰۃ)

کیا تم بھی دین کے بارے میں حیرانی میں مبتلا ہو جاؤ گے جیسا یہود و نصاریٰ مبتلا ہو گئے تھے۔ میں دین کو بالکل روشن لے کر آیا ہوں۔ اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میرا اتباع کیے بغیر چارہ نہ تھا۔

دارمی کی روایت میں اس سے زائد وضاحت کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ۔

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسٰى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَ

اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرنے لگو تو سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے اگر موسیٰ علیہ السلام

اِلّا اَنْ یَّتْبَعُنِیْ (کنز العمال ج۱ ص۱۵)

زندہ ہوتے اور میرا زمانہ نبوت پاتے تو وہ بھی میرا ضرور اتباع کرتے۔

حضرت عبد اللہ بن ثابت انصاری رض اور حضرت ابو درداء رض اور حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ اَصْبَحَ فِیْکُمْ مُوْسٰی ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِیْدًا (کنز العمال ج۱ ص۵۱)

اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تم میں موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہو جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرنے لگو تو تم دور پرے گمراہ ہو جاؤ گے۔

امام زہری مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ یُوْسُفَ اَتَاکُمْ وَاَنَا بَیْنَکُمْ فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ (کنز العمال ج۱ ص۵۱)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میرے ہوتے ہوئے تمہارے پاس یوسف علیہ السلام آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرنے لگو تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔

پس معلوم ہوا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام بھی دوبارہ تشریف لے آئیں تو اب ان کی نبوت و رسالت کالعدم شمار ہوگی اور ان کا اتباع بے راہ روی اور کھلی گمراہی شمار ہوگی اسی لئے ان کے لئے بھی اپنی شریعت حقہ کو چھوڑ کر شریعت محمدیہ کا اتباع ضروری اور لازمی ہوگا چنانچہ جب آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ بھی امتی بن کر رہیں گے اور اپنی آسمانی کتاب کو چھوڑ کر شریعت محمدیہ کا

اتباع کریں گے اور اپنی امت نصرانیہ ضالہ کو اپنے ہاتھوں تباہ و برباد کریں گے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

والذی نفسی بیدہ لیوشکن	اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے
ان ینزل فیکم ابن مریم حکما	قریب ہی زمانہ میں تمہارے پاس عیسٰی بن مریم
مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل	علیہ السلام حاکم عادل بن کر نازل ہونگے
الخنزیر ویضع الجزیۃ	اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کرینگے
(رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رض)	اور جزیہ کو اٹھادیں گے

اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حاکم عادل کی حیثیت سے ہوگا
نبی صادق کی حیثیت نہ ہوگی۔ اور آپ شریعت محمدیہ کے تبع اور پیرو کار ہوں گے
چنانچہ حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

فینزل عیسی بن مریم صلی اللہ	عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہونگے
علیہ وسلم فیقول امیرھم تعال	تو اُن کا امیر کہے گا آیئے ہمیں نماز پڑھایئے
صل لنا فیقول لا ان بعضکم	تو وہ فرمادیں گے نہیں میں امامت نہ کروں گا کہ
علی بعض امراء تکرمۃ اللہ	ہر ایک دوسرے کے لئے امیر ہے تاکہ اس اُمت
ھذہ الامۃ (مسلم)	محمدیہ کی عظمت و کرامت ظاہر ہوجائے ۔

اس مختصر بیان سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم
کے اتباع بغیر کسی کو بھی چارہ نہیں اور آپ کا اتباع چھوڑ کر کسی دوسرے کا اتباع

سراسر گمراہی اور ہلاکت ہے بربادی ہی بربادی ہے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین
ہوگئی کہ آپ کی نبوت و رسالت کے بعد سابقہ نبوت و رسالت ناکافی یا ناقابل
اعتبار اور ناقابل عمل ہوگئی پھر کسی جدید نبی اور رسول کی کب گنجائش رہ گئی ہے اور کیا ضرورت ہے
اس لئے کہ جو جدید نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں ترمیم و تنسیخ اضافہ
و کمی کرے گا تب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت ختم ہو جاتی ہے
اور آپ کا اتباع ختم ہو جاتا ہے اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات
میں اتباع کرے گا اور شریعت محمدیہ کی کامل پیروی ہوگی تو یہ محض افتراء اور [illegible]
ہے اور ایسی نبوت بیکار محض اور فعل عبث ہے البتہ بہت سے جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے
جو شیطانی پیداوار ہوں گے ان کی ہر بات جو بات نفسانی اور ان کا ہر عمل کردار
شیطانی ہوگا تاکہ اس کے ذریعہ ہر دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
و رسالت کی تصدیق و توثیق تازہ ہوتی رہے اور لوگ برابر سمجھتے رہیں اور جھوٹے
نبی۔ اصلی نبی اور نقلی نبی۔ نبی برحق اور نبی باطل میں امتیاز و فرق کرتے رہیں حتی کہ
یہ سلسلہ ایک جھوٹے خدا کے ظہور پر ختم ہوگا جس کا نام "دجال" ہوگا یہ بندگان خدا کا
آخری امتحان ہوگا جس کے بعد دنیا کے اس عارضی تماشہ کو ختم کر دیا جائے گا جیسا
کہ قرآن و حدیث میں جابجا مکرر و سہ کرر بار بار ذکر ہوا ہے جیسا کہ دجال کا دعوی خدائی
محض کذب بیانی اور سراسر گمراہی ہوگا ایسا ہی ان خود ساختہ نبیوں کا دعوی
خدا رسانی محض افترا پردازی اور بالکل گمراہی ہے اگرچہ حق تعالی ان کی

حکمت سے ان کے ہاتھوں بعض شعبدوں اور خلافِ عادت امور کو ظاہر فرمادیں جیساکہ مسیح دجال سے بعض خرقِ عادت امور کا ظہور ہوگا جو اس کی خدائی کا ثبوت نہ ہونگے بلکہ درحقیقت مومنوں کے ایمان کا زبردست آخری امتحان ہوگا۔

نعوذ باللہ من فتنۃ المسیح الدجال وفتنۃ المحیا والممات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا معیار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا پہلا درجہ تو یہ ہے کہ آپ کے اتباع کا پورا پورا اقرار اور اعتراف ہو اگر یہ درجہ نہیں تو مومن و مسلمان ہی نہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے انکار حکم الٰہی سے انکار کا مرادف اور ہم معنیٰ ہے اس لئے ایمان اور اسلام دونوں کے صحیح ہونے کی دو شرطیں ہیں، پہلی شرط خداوند کی خدائی اور یکتائی کا اقرار و اعتراف اور دوسری شرط محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا اعتراف اور یہ دونوں شرطیں ایسی لازم و ملزوم ہیں کہ ہر ایک کا اعتراف دوسرے کے اعتراف کو مستلزم ہے اور کسی حال میں بھی ایک کا اعتراف اور دوسرے سے انکار معتبر اور قابلِ پذیرائی نہیں بلکہ سراسر ضلالت و گمراہی ہے اور اسلامیت کے بالکل منافی ہے اس اقرار و اعتراف کے بعد جب اسلام میں داخل ہوگیا تو پھر ضروری ہے کہ اپنے اس اقرار و اعتراف کے ثبوت میں اپنی ساری زندگی کو اللہ اور رسول کے اتباع میں بسر کرے اور یکسو ہو

اس سے تجاوز نہ کرے۔ یہی صراط مستقیم ہے جو تمام انبیاء و صدیقین اور اولیاء و صالحین کی شاہراہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر انسان کی نجات اور فلاح کا راستہ ایک اور صرف ایک ہی کہ اپنی ساری زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مطابق بنائے اور اسوۂ حسنہ نبوی کی پوری پیروی کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل کا پورا اتباع کرے۔ ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

انسان کا اصلی جوہر اور کمال اعتدال پر قائم رہنا ہے لیکن اس کی افتاد طبع ہمیشہ اس کو افراط و تفریط میں مبتلا کر دیتی ہے اور کبھی درمیانی سیدھی راہ پر قائم نہیں رہتا اسی وجہ سے سابقہ اُمتیں تباہ و برباد ہوئیں کہ انھوں نے دین حق کا صحیح اتباع نہیں کیا بلکہ اپنے مزاج کے مطابق دین کو ڈھالنا چاہا بعض باتوں میں غلو سے کام لیا اور بعض باتوں کو سہولت کی خاطر نظر انداز کر دیا۔ جب اعتدالی راستہ چھوٹ گیا تو انجام کار تباہ و برباد ہوئیں اور برائے نام دین کا نام رہ گیا اصل دین ہاتھ سے جاتا رہا۔ اسی کش مکش سے اُمت مسلمہ کو بھی سابقہ پڑنا تھا۔ چونکہ دین اسلام کو قیامت تک باقی رہنا ہے اس لئے سیّد الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دین کے اتباع اور پیروی کا ایک مستحکم ضابطہ اور معیار مقرر فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری اُمت پر بھی وہی گذرے گا جو بنی اسرائیل پر گذرا بالکل قدم بہ قدم حتیٰ کہ اگر کسی نے

بنی اسرائیل میں سے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ زنا کیا ہے تو میری اُمّت میں بھی کوئی اس کام مرتکب ہوگا اور بنو اسرائیل کے ۷۲ فرقے ہو گئے تھے۔ میری اُمّت میں ۷۳ فرقے ہونگے اور سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کون ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ	وہ ایک فرقہ ہے جو میرے اور میرے
(مشکوٰۃ عن الترمذی)	صحابہؓ کے طریق پر ہوگا۔

یہی مضمون واضح طور پر دوسری روایت میں ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر بیٹھے اور ایسی ایسی نصیحتیں فرمائیں جن سے آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے اور دل خوفِ خدا سے کانپنے لگے۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ایسی نصیحتیں ہیں جیسا کوئی رخصت کر رہا ہو اور اگر ایسا ہے تو آپ ہمیں پوری وصیت فرما دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ	میں تمہیں اللہ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وصیت
وَالطَّاعَۃِ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا	کرتا ہوں اور میری بات کو سننا اور ماننا اگرچہ وہ
حَبْشِیًّا فَاِنَّہٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ	حبشی غلام ہو۔ جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہیگا
بَعْدِیْ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ	وہ اختلاف کثیر دیکھے گا اس وقت تم میری اور
وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ	میرے رادیاب خلفاء راشدین کے طریق پر قائم

تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ — رہنا اس سے وابستہ رہنا اور دانتوں سے مضبوط

وایاکم ومحدثات الامور — پکڑے رہنا اور دین میں نئی نئی باتوں سے بچتے

فان کل محدثۃ بدعۃ — رہنا اس لئے کہ دین میں ہر نئی بات بدعت

وکل بدعۃ ضلالۃ۔ — ہے اور ہر بدعت سراسر گمراہی ہے

(مشکوٰۃ عن احمد وابی داؤد والترمذی وابن ماجہ)

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ان خیر الحدیث کتاب اللہ — بیشک بہترین بات کتاب اللہ ہے اور بہترین

وخیر الهدی هدی محمد — رہنمائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی ہے

وشر الامور محدثاتها و — اور بدترین امور نئی باتیں ہیں اور دین

کل بدعۃ ضلالۃ — میں ہر نئی بات سراسر گمراہی ہے۔

امام مالکؒ موطا میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا — میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑتا ہوں،

ما تمسکتم بهما کتاب اللہ و — جب تک ان کو مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ

سنۃ رسولہ (مشکوٰۃ) — نہ ہوگے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ

ارشادات نبوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذاہب سابقہ کی طرح دین محمدی میں

بھی نئی نئی باتیں اور قسم قسم کے اختراعات اور خیالات ظاہر ہوں گے جو سب کے سب سراسر باطل اور تباہ کن ہوں گے نجات اور فلاح کا راستہ ایک اور صرف ایک ہوگا جو تین امور کی پابندی پر مشتمل ہوگا۔

(۱) کتاب اللہ کی پیروی (۲) سنت رسول اللہ کی پیروی

(۳) خلفائے راشدین اور صحابۂ کرامؓ کے طریق کی پیروی

اور قرآن و حدیث کا فہم بھی وہی معتبر اور مستند شمار ہوگا جو صحابۂ کرام کے فہم اور تعامل کے موافق اور اصول شرعیہ سے مستنبط ہوگا۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ اور رسول کے اول مخاطب تھے اگر وہ بھی معنے اور مقصد کو نہیں سمجھے تو اُن سے خطاب ہی بیکار ہو جاتا ہے اور قرآن مجید میں جابجا صحابۂ کرام کی تعریف اور اُن کے کارناموں کی توصیف صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے منشاء اور مقصد کو خوب اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے اور پورے طور پر اس کے پیروکار تھے اور اگر کہیں ان کے فہم میں غلطی یا عمل میں ذرہ برابر کوتاہی ہوئی تو فوراً اُس پر تنبیہ بھی کر دیا گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت تعلیم و تربیت تزکیۂ ظاہر و باطن نے صحابۂ کرام کو اس قدر کامل و مکمل بنا دیا تھا کہ وہاں باطل کی گنجائش ہی نہ تھی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم	میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں جس کی بھی تم اقتدا کرو گے راہ یاب ہو گے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اتباع کرنے والے اور اُن کے نقش قدم پر زندگی گذارنے والے بارگاہِ رب العزت میں صحابہؓ کی طرح مقرب اور مقبول ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ	اور جو لوگ سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور
وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ	مدد کرنے والے ہیں اور جن لوگوں نے ان کی نیکی
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا	کیا پیروی کی اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ
عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي	سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے باغات
تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا	تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ ہمیشہ ان
ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبہ)	میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے

پس دینِ حق اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کے لئے ضروری ہوا کہ کتاب اللہ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرامؓ کے اقوال و افعال سے اچھی طرح واقفیت ہو اور یہ ایسا مشکل امر ہے جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں حالانکہ دین اسلام ہر ایک شخص کے لئے ہے اور ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی دین کے موافق گذارے اس لئے حق تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے فضل سے اس مشکل ترین مرحلہ کو آسان فرمایا اور امتِ محمدیہ میں تین گروہ کو پیدا فرمایا:۔

محدثین ۔ فقہاء ۔ اولیاء اور عام مسلمانوں کو حکم فرمایا۔

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۔ پس دریافت کر لیا کرو تم واقف لوگوں سے اگر تم نہ جانتے ہو۔

پہلا گروہ محدثین کرامؒ

محدثین نے نہایت ضبط و احتیاط کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرام کے اقوال و اعمال کو جمع اور محفوظ کیا اور حدیث کے راویوں کی تحقیق و تفتیش کی ۔ حدیث کے الفاظ کی تصحیح اور توثیق اس حد تک کی کہ بعد والوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تعلیم، سارے احکامات اور ہدایات روز روشن کی طرح واضح ہو گئے ۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء

دوسرا گروہ فقہائے کرامؒ

فقہائے اُمت نے کتاب اللہ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرام کے اقوال و اعمال کو سامنے رکھ کر ان کے معانی اور مقاصد پر غور و خوض کر کے اصول شرعیہ مقرر کیے پھر ان اصول کی روشنی میں کتاب و سنت رسول اللہ اور احکامات معلوم کر کے عام مسلمانوں کی سہولت کے لیے ان کو قلم بند کر دیا اس گروہ میں شہسوار تو بہت ہوئے لیکن آخر میں اپنی فرط احتیاط اور قوت الضباط کے باعث چار مقدس ہستیاں امیر کارواں اور مقتدائے اُمت قرار پائیں ۔ امام ابو حنیفہؒ (متوفی ۱۵۰ھ) امام مالکؒ (متوفی ۱۷۹ھ) امام شافعیؒ (متوفی ۲۰۴ھ) امام احمد بن حنبلؒ (متوفی ۲۴۱ھ) حق کا نقہ اس وقت تک عالم اسلام میں معروف و مقبول ہے اور احکام الٰہی کے معلوم ہونے کا بے خطر ذریعہ اور پُر امن طریقہ ہے اور یہی سلامتی کا راستہ ہے ۔ ائمہ اربعہ کی دینی تحقیق و تفتیش اور محنت و جانفشانی کا قدرے اندازہ ان کے کارناموں سے ہوتا ہے

امام ابو حنیفہؒ نے تراسی ہزار مسائل قرآن و حدیث سے اخذ کر کے بیان کئے جن میں سے اڑتیس ہزار عبادت سے تعلق رکھتے ہیں اور پینتالیس ہزار معاملات سے۔ شمس الائمہ کردریؒ لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے جس قدر احکام خداوندی جمع کئے ان کی تعداد چھ لاکھ ہے۔ المدونہ میں جو امام مالکؒ کے اخذ کردہ احکام کا مجموعہ ہے ساٹھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ شیخ ابو بکر خلالؒ (متوفی ۳۱۱ھ) نے امام احمدؒ کے بیان کردہ احکام کو چالیس جلدوں میں جمع کیا ہے (رسالہ الفرقان ربیع الاول ۱۳۹۰ھ)

پھر ان کے شاگردوں اور پیروکاروں نے اپنی محنت اور جانفشانی سے اس ذخیرہ میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور اس حد تک مسائل کی تحقیق و تنقیح کی کہ بالکل صاف طور پر واضح ہو گیا کہ ائمہ اربعہ کے جمع کردہ مسائل وہ احکام الٰہی ہیں جن کو انھوں نے انتہائی دیانت کے ساتھ قرآن و حدیث سے اخذ کر کے جمع کیا ہے اب ان مسائل پر عمل کرنا درحقیقت اللہ اور رسول کے اس حکم کا اتباع کرنا ہے جو اس امام نے اپنی ذہانت اور فراست سے قرآن و حدیث سے سمجھا۔

فقہاء امت کی اس محنت و جانفشانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت محمدیہ کے لئے اللہ اور رسول کا اتباع آسان ہو گیا۔ ورنہ ہر ہر بات میں قدم قدم پر سارے قرآن و حدیث کا استحضار دشوار ترین مرحلہ تھا اور ہر وقت لغزش و خطا اور غلط فہمی کا اندیشہ تھا۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء

ف ۱ چھتیس ہزار مسائل ہیں کتاب الام میں جو امام شافعیؒ کے اخذ کردہ احکام کا مجموعہ ہے۔

تیسرا گروہ اولیا کرام رضو

محض علم سے عملی دشواریاں طے نہیں ہوتیں۔ بلکہ بسا اوقات کثرتِ علم عمل کو دشوار تر بنا دیتی ہے

البتہ اگر عملی نمونہ پیش نظر ہو تو ساری عملی دشواریاں آسان ہو جاتی ہیں اور انسان اس نمونہ کو دیکھکر سب کچھ کرتا چلا جاتا ہے۔ اُمتِ محمدیہ کو یہ سہولت اولیاءِ اُمت نے بہم پہونچائی۔ انھوں نے ریاضت اور مجاہدہ سے اپنے اندرون کو اللہ اور رسول کی محبت و عظمت سے معمور کیا اور اپنے ظاہر کو احکام شریعت اور اتباع کتاب وسنت سے آراستہ کیا اور اسوۂ حسنہ نبویہ کا نمونہ بن کر مخلوقِ خدا کو اپنا ہم رنگ اور ہمنوا بنایا اگر ہر دور میں یہ عملی نمونے سامنے نہ ہوتے تو عملی دشواریوں کا حل دشوار ترین مرحلہ ہوتا۔ فجزاھم اللہ تعالےٰ خیر الجزاء

یہ تقسیم ان حضرات کے خصوصی شغف وانہماک اور امتیازی کارناموں کی بنا پر ہوئی ورنہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے واقف تھا وہ فقہ فی الدین رکھتا تھا اور جو فقہ فی الدین رکھتا تھا وہ احادیثِ رسول کا بھی پورا واقف کار اور ہمراز تھا اور ہر ایک اپنے خلوص وللہیت اور اتباع کتاب و سنّت کی وجہ سے عارف باللہ اور ولیٔ کامل تھا۔

غرض ان بزرگوں کی مساعی جمیلہ نے عام مسلمانوں کے لیے دین پر عمل اور اللہ اور رسول کے اتباع کو اس قدر آسان کر دیا کہ ہر شخص اپنی ساری زندگی کو بہ آسانی کتاب و سنّت کے موافق گذار سکتا ہے اگر کچھ علومِ عربیہ سے واقفیت ہو تو سب

پھر اُن کے علمی ذخیروں میں دستیاب ہو جائے گا اگر عربی سے ناواقف ہو تو ہر بات کسی باخبر عالم سے معلوم ہو سکتی ہے. البتہ یہ ضروری ہے کہ جس عالم سے اللہ اور رسول کا حکم معلوم کیا جائے یا جس عالم کی کتاب سے احکام الٰہی معلوم کئے جائیں اُس میں چند اُمور کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ دیانت۔ خوفِ خدا۔ تقویٰ و پرہیزگاری ہو۔

جس عالم میں یہ امور نہ ہوں گے وہ لاپرواہی سے جو چاہے گا بتا دے گا اور صحیح و صواب کی طلب و جستجو نہ کرے گا۔

۲۔ شریعت کی پابندی اور اللہ و رسول کے احکام کی پیروی کا اہتمام و التزام ہو۔ جو عالم خود شریعت کا پابند اور کتاب و سنت کا تبع نہ ہو گا وہ دوسروں کی صحیح رہنمائی کسی طرح نہیں کر سکتا۔ ~~~

عالم کہ تن پروری و شکم پروری کند او خویشتن گم است کرا رہبری کند

۳۔ قرآن و حدیث کے احکام اور فقہ کے مسائل سے اچھی طرح واقفیت ہو۔ جس عالم کو خود واقفیت نہ ہو گی وہ بجائے خود صحیح رہنمائی کے دوسروں کی مزید گمراہی اور تباہی کا ذریعہ ہو گا۔

حضرت ابنِ عمرو بن العاص رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائیں گے کہ اس کو لوگوں کے قلوب سے نکال لیں لیکن علماء کو اٹھا کر

يقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا۔

(جمع الفوائد عن الشيخين والترمذی)

علم کو دنیا سے اُٹھائیں گے یہاں تک کہ جب کوئی صحیح علم رکھنے والا باقی نہیں رہیگا تو لوگ جاہلوں کو رہبر بنالیں گے ان جاہلوں سے سوالات کئے جائیں گے اور وہ بغیر علم واطلاع کے جوابات دیں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالیں گے

غرض عالم میں ان تین امور کا ہونا ضروری ہے اور جس شخص میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں وہی عالم ربانی اور رہنما حقانی ہے جو مخلوق کی رہنمائی میں رسولوں کی نیابت کر رہا ہے اور کارِ نبوت کو انجام دے رہا ہے اسی حیثیت سے اُن کی تعظیم و توقیر ضروری ہے۔ اور جس بات کو یہ اللہ اور رسول کا حکم بتائیں اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا ایمان و اسلام کے لوازمات میں سے ہے۔

البتہ جو عالم خود برگشتہ راہ ہو اور حق کے صحیح معیار کو چھوڑ کر غلط راستہ پر پڑ گیا ہو وہ دین کے لئے خطرۂ عظیم ہے جس سے دور رہنا انتہائی ضروری ہے ایسے علماء سے مقاطعہ اور مقابلہ عین ایمان ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے پہلے جس نبی کو بھی اللہ نے بھیجا اُس کی اُمت میں سے اُس کے رازدار و مددگار اور رفقار کار ہوئے جنھوں نے نبی کی باتوں کو مضبوط پکڑا اور نبی کے احکام کی پوری پیروی کی پھر ان کے بعد ناخلف لوگ پیدا ہوئے وہ جو کچھ کہتے تھے اس کے خلاف کرتے تھے اور وہ کام کرتے تھے

جن کا اللہ کی طرف سے ان کو حکم نہیں کیا گیا تھا۔

فمن جاھدھم بیدہ فھو	پس جو شخص ہاتھ سے ان کا مقابلہ کرے وہ مومن
مومن ومن جاھدھم بلسانہ	ہو اور جو شخص زبان سے اُن کا مقابلہ کرے وہ
فھو مومن ومن جاھدھم بقلبہ	بھی مومن ہے اور جو شخص دل سے اُن سے
فھو مومن ولیس وراء ذٰلک	نفرت کرے وہ بھی مومن ہے اگر دل سے نفرت
من الایمان حبۃ خردل (مسلم)	بھی نہ ہو تو اب رائی برابر بھی ایمان نہیں۔

اور یہ اس لئے کہ ایک عالم کی گمراہی اور غلط کرداری اس کی ذات تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس کے ساتھ دوسرے ناواقف بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہوتے ہیں اور اسلام اور مسلمین میں ایک رخنہ پڑ جاتا ہے۔

اس مختصر بیان سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع دینِ حق کا اہم جزو بلکہ عین دین ہی جس کے بغیر صرف نام کا اسلام و ایمان باقی رہ جاتا ہی جو حقیقت سے بہت بعید ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا بھی ایک مستحکم ضابطہ اور معیار مقرر ہے جس سے یک سر مو تجاوز کرنا سراسر ضلالت اور پوری ہلاکت ہے رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا ورسولا صلی اللہ علیہ وبارک وسلم

اللہ و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری

اللہ رب العالمین خالق ہی مالک ہی محسن ہی مربی ہی حاکم ہی قادر و قیوم ہے

حکیم ہے رحیم وکریم ہے لطیف وخبیر ہے اور انسان بندۂ لاچار مملوک محض سراپا محتاج عاجز و ناتوان ہے۔ پس ہر انسان کا فطری اور طبعی تقاضا ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا خالق و مالک اور اس کی تربیت و پرورش کرنے والا کسی طرح اس سے راضی رہے اور اس کا کوئی کام اس کی مرضی اور منشاء کے خلاف سرزد نہ ہو۔ یہی عقل سلیم کا ہمیشہ فیصلہ رہا ہے اور یہی عقل انسانی کی صحیح رہنمائی ہے جو انسان کو کمالاتِ انسانیت سے آراستہ بناتی ہے اور انسان کو اس کے اصل مقام اور مرتبہ تک پہنچاتی ہے جس کے باعث یہ مشتِ خاک اشرف مخلوقات اور احسن مصنوعات قرار پایا اور دنیا میں اس کو خلافتِ خداوندی کا منصبِ شرف عطا کیا گیا۔ لیکن انسان کی محدود عقل اس لامحدود اور غیر مدرک ذات کا نہ تصور و ادراک کر سکتی ہے اور نہ اس کی مرضیات تک رسائی پا سکتی ہے عقل انسانی کی رسائی بس یہاں تک ہے کہ وہ ہے اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا ؎

دور بینان بارگاہِ الست ۔۔۔ جز ازیں پے نہ بردہ اند کہ ہست

اور یہ دو واضح حقیقت ہے جس پر عالم کا ذرہ ذرہ شاہد عدل اور برہان قاطع ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے لطف و کرم سے عقل کی رہنمائی اور سلامت روی کے لئے رسول اور نبی بھیجے جنھوں نے مخلوقِ خدا کو خداوند عالم کی مرضیات اور احکامات سے واقف بنایا اور احکام الٰہی اور رضاءِ خداوندی کے مطابق زندگی گذار کر بندگی کا صحیح راستہ لوگوں کو بتایا اور سکھایا اور خالق جل جلالہ تک رسائی اور شناسائی کے لئے مستحکم اور مضبوط ذریعہ اور واسطہ بن گئے علیھم الصلوٰۃ والسلام۔

اب مخلوق پر خالق جل جلالہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا راستہ بالکل صاف واضح ہو گیا۔ رسول کے ذریعہ احکام خداوندی اور مرضیات ربانی بھی معلوم ہو گئے اور رسول کے طرز زندگی سے آئین بندگی اور اطاعت و فرمانبرداری کا طور و طریق بھی واضح ہو گیا۔

رسول چونکہ مجسمۂ بندگی اور سراپا اطاعت و فرمانبرداری ہوتا ہے اس لئے اس کی ہر بات اور اس کا ہر کام اور اس کی ہر حرکت و سکون امر ربانی اور منشا خداوندی کے ماتحت ہوتا ہے اسی لئے رسول کی ہر بات کی اطاعت و فرمانبرداری اور رسول کے ہر حکم کی بجا آوری عین بندگی اور اصل دین ہے اور بعینہ اللہ رب العزت کی اطاعت و فرمانبرداری ہے جس سے سرتابی سراسر طغیان و گمراہی ہے ارشاد ربانی ہے۔

وَمَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَن تَوَلّٰى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا۔	اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی پس نہیں بھیجا ہم نے تم کو ان پر پاسبان۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی (بخاری شریف)

رسول کی حیثیت محض ایک قاصد اور پیامبر کی نہیں ہوتی بلکہ وہ پیام رسانی کے ساتھ ساتھ خلافت خداوندی کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو جاتا ہے اور اللہ رب العزت

کی جانب سے مخلوقِ خدا پر احکامِ خداوندی اور اوامر ربانی نافذ اور جاری کرتا ہے
پس اس کی ہر بات فرمانِ خداوندی ہوتی ہے اور اس کا ہر حکم امر ربانی ہوتا ہے
اور اس کی ہر ہدایت ہدایت آسمانی ہوتی ہے اس لئے کہ رسول کو بھیجا اسی لئے جاتا
ہے تاکہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کے ذریعہ مخلوق پر اطاعتِ خداوندی کا
راستہ آسان ہو جائے ۔ ارشاد ربانی ہے ۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا — اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ
لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۔ — اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے ۔

پس معلوم ہوا کہ رسول روئے زمین پر مطاع مطلق اور حاکم ربانی ہوتا ہے
جس کی اطاعت و فرمانبرداری اور جس کے احکام کی تعمیل و بجا آوری ہر فرد بشر کے لئے
لازمی اور ضروری ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ایک زمانہ میں ایک قوم میں دو رسول کبھی
نہیں آئے اس لئے کہ نہ بیک وقت دو کی اطاعت ہو سکتی ہے اور نہ ایک کے
ہوتے ہوئے دوسرے کی ضرورت اور حاجت ہے البتہ ایک زمانہ میں مختلف اقوام
کے لئے جداگانہ رسول یا نبی آئے اور ہر قوم کے لئے اپنے ہی نبی کی اطاعت و فرمانبرداری
ضروری تھی اور جن انبیاء کرام کی رسالت و نبوت کسی مخصوص قوم کے لئے نہ تھی بلکہ
تمام انسانوں کے لئے تھی وہ زمانہ کے اعتبار سے محدود تھی جب دوسرا رسول
آگیا پہلے کی اطاعت کا زمانہ ختم ہو گیا اور دوسرے رسول کی اطاعت ضروری ہو گئی
سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذریعہ چونکہ دین الٰہی کی پوری

تکمیل کردی گئی اور آئین بندگی پوری طرح واضح کر دیئے گئے اور اوامر ربانی اور احکام خداوندی سب کے سب نازل کر دیئے گئے جس میں کسی کمی و بیشی یا اضافہ و ترمیم کی گنجائش باقی نہیں رہی اس لئے آپ پر سلسلہ نبوت و رسالت کو ختم کر دیا گیا اور آپ کی نبوت و رسالت تمام بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ کے لئے متعین اور مقرر ہو گئی۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر تمام لوگوں کے لئے ان کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر ولیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۝

کہدو کہ اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کے لئے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔

اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔

نہیں ہیں محمد تم لوگوں میں سے کسی کے باپ و لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں اور ہے اللہ ہر شے کو جاننے والا۔

اسی لئے بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ کے لئے سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پوری اطاعت و فرمانبرداری اور آپ کے ہر حکم کی بجا آوری ضروری اور لازمی

ہوگئی اور کسی فرد بشر کے لئے اس سے بجز تجاوز کی گنجائش باقی نہیں رہی چہ جائیکہ کوئی شخص اصلاح واضافہ یا ترمیم و تنسیخ کا دعویٰ کرے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جا بجا اللہ اور رسول کی اطاعت کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا اور نجات و فلاح کو اس پر منحصر کر دیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ	اے ایمان والو اطاعت کرو تم اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نہ روگردانی کرو تم اس سے حالانکہ سن رہے ہو۔
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝	اور تم اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝	اطاعت کرو تم اللہ اور اس کے رسول کی اگر تم مومن ہو۔

اس آیتہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے اللہ اور رسول کی اطاعت ایک ضروری امر ہے جس کے بغیر ایمان حاصل نہیں ہو سکتا۔

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝	اور جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور اللہ سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کرے پس یہی لوگ ہیں کامیاب
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم	آپ کہہ دیجئے کہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھیر دگے تو اس کا ذمہ ہے جو بوجھ اس پر رکھا

مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا — رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پہ رکھا اور اگر اس

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ — کا کہا مانوگے تو راہ پاؤگے اور پیغام لانے والے کے

الْمُبِينُ ۝ (النور) — ذمہ تو صرف پیغام کو واضح کرکے پہنچا دینا ہے۔

اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہو گیا کہ ہدایت پانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری پر موقوف اور منحصر ہے

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ — اور جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی

فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ — پس وہ کامیاب ہو گیا بڑی کامیابی

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ — کہدو اطاعت کرو تم اللہ اور رسول کی پھر اگر وہ

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ — روگردانی کریں تو اللہ نہیں پسند کرتا کافروں کو

آیۃ کریمہ کا آخری فقرہ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ (تو اللہ نہیں پسند کرتا کافروں کو) صاف بتلا رہا ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت سے انحراف اور اعراض اللہ اور رسول کے انکار کا مرادف ہے جو کافروں کا شیوہ ہے اور اسلام و ایمان کے منافی ہے۔

آیات مذکورہ سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ مخلوق خدا پر اللہ رب العالمین کی اطاعت و فرمانبرداری فریضہ بندگی اور شیوۂ غلامی ہے جس کے لئے سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپ کے احکام کی بجا آوری ایک لازمی شرط ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم اپنا نہیں ہوتا بلکہ درحقیقت وہ بھی حکم الٰہی ہوتا ہے جو رسول کی زبانی بھیجا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔
اور نہیں بولتے رسول اپنی خواہش سے ۔ بیشک وہ وحی ہوتی ہے جو نازل کی گئی ہے ۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر نہ بارگاہِ ربُّ العزت تک رسائی ہوسکتی ہے اور نہ کوئی عبادت و بندگی قابل پذیرائی اور لائق شنوائی ہوسکتی ہے۔ اور مخلوقِ خدا کی اصل راہ یابی اور بڑی کامیابی اللہ اور رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری میں منحصر ہے اور اسی پر آخرت کی نجات کا دارومدار ہے جس کو واضح طور پر دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے ۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞
اور جس نے اطاعت کی اللہ اور اس کے رسول کی داخل کریگا اللہ تعالےٰ اس کو ان باغات میں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اس کے حدود سے تجاوز کیا داخل کریگا اللہ اس کو آگ میں جہاں وہ ہمیشہ رہے اور اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ میری ساری اُمت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جو انکاری ہو اصحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ انکاری کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ انکاری ہوگیا۔

بلکہ ہر نوع کی ہدایت اور راہ یابی اور فلاح و کامیابی اور نعمائے جنت سے سرفرازی اور عذاب آخرت سے رستگاری، اللہ اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری پر موقوف ہے اور اللہ اور رسول کی اطاعت ایمان و اسلام کے لوازمات اور اصلی مقتضیات سے ہے اس لئے کہ اسلام کا مفہوم ہے کہ اللہ اور رسول کے ہر حکم کی صداقت اور حقانیت کا یقین کرنا و اس کے سامنے گردن جھکا دینا اور بے چون و چرا اس کو تسلیم کر لینا جس کے بعد اس حکم کی بجا آوری ایک ناگزیر امر ہے۔

پھر ہر مومن و مسلمان کے لئے اللہ اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کے بعد کسی دوسرے کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں وہ ایک کی محکومی کے بعد ہر محکومی اور غلامی سے آزاد ہو گیا۔ اب کوئی حاکم ہو یا آقا ماں باپ ہوں یا خاندانی بزرگ روحانی پیشوا ہوں یا قومی لیڈر علماء ہوں یا اولیا ہر ایک کے حکم کی بجا آوری اللہ اور رسول کی اطاعت کے ماتحت کی جائے گی۔ اگر اُن کا حکم اللہ اور رسول کے حکم کے موافق ہے تو بجا اور درست اور قابل پذیرائی اور شنوائی ہے اور اگر اُن کا کوئی حکم اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف ہے تو وہ بالکل ناقابل التفات ہے۔ نہ اس کو سنا جائیگا اور نہ مانا جائے گا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

السمع والطاعة حق ما لم یؤمر بالمعصية واذا أمر بمعصية	بات کو سننا اور ماننا برحق ہے جبتک کہ اللہ اور رسول کی نافرمانی کو نہ کہا جائے اور جب اللہ اور رسول کی نافرمانی کو

فلا سمع ولا طاعۃ — کہا جائے تو نہ اسکو سنا جائیگا اور نہ مانا جائیگا۔

اس لئے کہ خالق جل جلالہٗ کی نافرمانی اور مخلوق کی فرمانبرداری کھلی نادانی اور صاف گمراہی ہو اور جب کسی کے حکم کی بجا آوری اللہ اور رسول کے حکم کی ماتحتی اور موافقت میں ہوگی تو وہ بھی اللہ اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری شمار ہوگی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من یطع الامیر فقد اطاعنی — جس نے امیر کی فرمانبرداری کی اس نے میری
ومن یعص الامیر فقد — فرمانبرداری کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس
عصانی۔ — نے میری نافرمانی کی۔

اس مختصر تقریر سے" اطاعت رسولؐ کی اہمیت اور ضرورت اور فوقیت قدرے نمایاں ہوگئی جس کے ضمن میں دو امور واضح طور پر سامنے آگئے۔

(۱) سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بعثت اور نبوت و رسالت کے بعد اب کوئی نبی یا رسول نہیں آسکتا اور قیامت تک آنے والی نسلوں اور پیدا ہونے والے انسانوں کے لیے آپ کی اطاعت و فرمانبرداری لازمی اور ضروری ہوگئی، جو ایمان واسلام کے لئے جزء لازم اور اصلی شرط ہے اس لئے کہ آنے والا نبی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر بات میں مطیع اور فرمانبردار ہوگا تب تو وہ نبی نہیں بلکہ ایک اُمّتی ہے اور دعوئ نبوت غلط اور بے معنی ہے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر بات میں مطیع و فرمانبردار نہیں بلکہ اپنے الہام باطل کے موافق دین محمدی میں ردوبدل یا تصرف کرتا ہے تو

اس کے دعویٰ نبوت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور اطاعت
ختم ہو جاتی ہے دین اسلام کے سارے اصول متزلزل ہو جاتے ہیں اور احکام الٰہی
سب کے سب مشتبہ اور غیر یقینی بن جاتے ہیں اور کتاب اللہ ناقابل عمل اور ناقابل التفات
ہو جاتی ہے اور دین اسلام کے کامل و مکمل ہونے کا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے اور ایک
جدید دین کی بنیاد پڑ جاتی ہے جو دین نہیں بلکہ سراسر بے دینی اور کفر و الحاد ہے
اور اسلام اور مسلمانی کے بالکل منافی اور متضاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے کج فہمی
یا غلط فہمی یا ہٹ دھرمی سے جھوٹے نبی کی نبوت کو مان لیا ان کی ساری تعلیمات
اسلامی تعلیمات سے جداگانہ ہیں اور قرآن و حدیث اُن کے لئے مرکز ہدایت اور معیار صداقت
و حقانیت نہیں رہا بلکہ وہ اسی بات کو صحیح اور درست سمجھتے ہیں جس کو اُن کے جھوٹے نبی نے
بتلا دیا اور سکھلا دیا۔ اللہ اور رسول قرآن و حدیث کا نام برائے نام ان کی زبانوں پر
آجاتا ہے لیکن عمل اس جھوٹے نبی کی غلط ہدایات اور جھوٹے الہامات پر ہوتا ہے
اور وہی اصل اصول عین دین سمجھے جاتے ہیں العیاذ باللہ اور جھوٹے نبی کو بھیجا
اسی لئے جاتا ہے تاکہ اس کی خرافات واہی تباہی خیالات، بے حقیقت اور بے بنیاد
باتوں کو دیکھ کر نبی برحق کی حقانیت و صداقت اور اعلیٰ تعلیمات اور ہدایات اور احکامات
کا یقین مستحکم ہو اور حق و باطل سچ اور جھوٹ، حقیقت اور افترا ہر ایک کے نمونے
مخلوق خدا کے سامنے رہیں اور حقانیت ہمیشہ نمایاں اور درخشاں رہے اور درحقیقت
یہ مسلمانوں کی عقل و فہم کا زبردست امتحان ہوتا ہے۔

(۲) جب سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اطاعت و فرمانبرداری ہر مومن و مسلمان کے لئے ضروری ہے اور ایمان و اسلام کا جزو لازم ہے تو آپ کی ہدایات اور احادیث اور احکامات کا معلوم ہونا اور محفوظ ہونا بھی بدیہی اور کھلی بات ہے اس لئے کہ جہاں کلام ربانی کی حفاظت کی گئی وہاں احادیث نبوی کی حفاظت کا بھی پورا انتظام کر دیا گیا۔ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ جو کچھ بھی اللہ رب العزت کی جانب سے مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے تمہیں عطا کیا گیا اس کو بجنسہٖ مخلوق تک پہنچا دو چنانچہ ارشاد ربانی ہے

یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ	اے رسول پہونچا دو جو کچھ بھی بھیجا گیا ہے تمہاری طرف
اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ	تمہارے پروردگار کی جانب سے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ؕ	تو اپنی پوری رسالت کو نہیں پہونچایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی آپ کو اللہ رب العزت کی جانب سے بتلایا اور سکھلا دیا گیا تھا سب کچھ صحابہ کرام کو بتایا اور سکھا دیا اور پوری کی پوری رسالت لوگوں دوسروں تک پہنچا دیا۔ چنانچہ حجۃ الوداع[1] کے اہم خطبہ میں اہم اہم احکام الٰہی بیان کر کے ارشاد فرمایا۔

اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ	خبردار ہو ۔ میں سب کچھ پہنچا چکا ۔

پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ	الٰہی ۔ تو اس پر گواہ رہیو۔

---

[1] حجۃ الوداع مولانا کی ایک کتاب ہے جس میں حضور کے حج کی پوری تفصیل ہے۔ قیمت بارہ آنے

محض صحابہ کرامؓ تک احکام الٰہی پہونچا کر آپ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوئے بلکہ اپنی ذمہ داری کو صحابہ کرامؓ کے ذمہ عائد کر دیا اور حکم فرما دیا

فلیبلغ الشاهد الغائب — پس چاہیے کہ حاضر غائب تک میری باتوں کو پہنچا دے

اور صحابہ کرامؓ اور اپنے متبعین کو تاکید فرما دی کہ میری ہر بات اور ہر جملہ اور کلمہ کو بعینہٖ دوسروں تک پہنچا دیں اور کتمانِ علم کو ہمیشہ کے لئے جرم قرار دیدیا گیا۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے

بلغوا عنی ولو آیۃ ولو کلمۃً — پہنچا دو میری جانب سے دوسروں کو چاہے ایک ہی بات اور ایک ہی کلمہ ہو

مزید احتیاط کے لئے یہ بھی تنبیہ کر دی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کسی غلط بات کو منسوب کرنا بدترین جرم ہے جس کا مرتکب سخت سزا کا مستحق ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کسی غلط حدیث نقل کرنے کی جرأت اور ہمت نہ ہو چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعدہٗ من النار (مسلم) — جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ تراشے وہ اپنا ٹھکانا نارِ جہنم میں ڈھونڈے۔

اس طرح صحیح حدیث کی اشاعت کے ساتھ ساتھ غلط حدیث کے بیان کی پوری روک تھام کر دی گئی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس دینی فریضہ اور اہم ذمہ داری کو کمال احتیاط کے ساتھ ادا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث کو پورے ضبط کے ساتھ

بجنسہ دوسروں تک پہونچادیا اگر کسی بات کو کسی مصلحت کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرنے سے منع بھی فرمادیا تھا اس کو بھی گناہ اور سزا کے خوف سے بیان کردینے پر مجبور ہوئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور جب وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا کہ ان کو سزا نہ دی جائے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں لوگوں کو خوش خبری سُنا دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں کو یہ خوش خبری نہ سنانا۔ مبادا وہ اللہ پر بھروسہ کرکے عمل کو چھوڑ دیں ——— راوی کہتے ہیں۔

فاخبر بها معاذ عند موته تأثما (مسلم) — حضرت معاذ نے اپنی موت کے وقت گناہ کے ڈر کی وجہ سے اس کو بیان کر دیا۔

یہ ایک واقعہ ہے جس کی نظیریں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات میں بکثرت ملیں گی جن سے صاف ظاہر ہے کہ اس حکم کی تعمیل میں انھوں نے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد محدثین کرام نے اس فریضہ کو اپنے ذمہ لیا اور جس خوبی اور محنت و جانفشانی اور دیانت داری کے ساتھ اس خدمت کو انجام دیا وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ چنانچہ آج روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد کوئی علمی ذخیرہ

حدیث رسول کے ذخیرہ سے زیادہ معتمد اور معتبر اور مستند موجود نہیں۔ رہا بعض محدثین کا بعض احادیث یا بعض راویوں پر کلام اور تنقید یہ خود اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ انھوں نے ہر رطب و یابس کو جمع نہیں کیا بلکہ پوری تحقیق اور تنقیح اور توثیق سے کام لیا اور جو حدیث جس درجہ میں ثابت ہوئی اُس کو اس کے مقام پر رکھا اور بلا تامل اور بلا رعایت اس کے سقم کو واضح کر دیا۔

اب ہر ایک کے لئے ہمیشہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ ہر شخص بہ آسانی آپ کا حکم معلوم کر سکتا ہے اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے فلاحِ دارین حاصل کر سکتا ہے جو زندگی کا مقصود اور بندگی کا ماحصل ہے۔

(۳) دین صرف وہی ہے جو اللہ اور رسول کا حکم ہے یا اللہ اور رسول کے حکم سے اخذ کیا گیا ہے یا صحابہ کرام کے تعامل اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے اور اسی کی اطاعت و فرمانبرداری مومن و مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جو چیز دین نہیں اس کو دین سمجھنا اور اس کی پابندی کرنا دین داری نہیں بلکہ بالکل بے دینی ہے اور سراسر تباہی اور گمراہی ہے اس لئے کہ کسی چیز کے دین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسول کا حکم ہے پس جو اللہ اور رسول کا حکم نہیں ہے اس کو حکم سمجھنا اور ماننا دین میں اصلاح و ترمیم بھی ہے اور اللہ اور رسول پر بہتان اور افترا بھی ہے جو بدترین جرم ہے۔

پس کسی بات کو دین سمجھنے سے پہلے اس بات کی تحقیق انتہائی ضروری ہے کہ یہ

دین ہے بھی یا نہیں۔؟ اگر اس بات کے دین ہونے میں کسی قسم کا شک یا شبہ ہو تو اس کو چھوڑ دینا ہی احتیاط کا مقتضا اور اصلی دینداری ہے۔

دین میں اصلی شے کتاب اللہ ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قطعی اور یقینی حکم ہے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں۔ پھر صحابہ کرامؓ کے اقوال و اعمال۔ پھر احکام الٰہی میں بھی درجات ہیں کوئی حکم انتہائی ضروری اور فرض و واجب ہے جس کو کسی حال میں نہیں چھوڑا جا سکتا اور کوئی حکم محض مطلوب و مندوب ہے اگر بجا لاؤ تو بہتر اور تعمیل حکم نہ کر سکو تو کوئی مواخذہ اور گرفت نہیں اور کوئی حکم مباح اور اختیاری ہے چاہے تعمیل کی جائے یا نہ کی جائے حکم ہوتے ہیں سب برابر ہیں لیکن ان مراتب میں فرق عظیم ہے۔ جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

مثلاً فرض نماز اور فرض روزہ اور فرض صدقات اور فرض حج کا بھی حکم ہے اور یہی سب اسلام کے ارکان اور اصول شمار ہوتے ہیں اور نفلی نماز اور نفلی روزہ اور نفلی صدقات اور نفل حج کا بھی حکم ہے اور ان کے مراتب میں اس قدر فرق ہے کہ عمر بھر کی نفل عبادت ایک فرض عبادت کے برابر نہیں ہو سکتی۔

اسی لئے محض قرآن و حدیث کو دیکھ کر اللہ اور رسول کا اصلی حکم صحیح منشا معلوم نہیں ہو سکتا اس کے لئے بڑی واقفیت اور پوری صلاحیت کی ضرورت ہے۔

پس سلامتی کا بے غل و غش اور بے خطر راستہ یہی ہے کہ ائمہ مجتہدین کی تحقیق پر

اعتماد کیا جائے اور اپنی فہم پر ان کی فہم و بصیرت کو ترجیح دی جائے۔ البتہ اگر کسی امام مجتہد کا بتایا ہوا مسئلہ کسی صریح حدیث کے خلاف ہوگا تو عمل حدیث کے موافق ہوگا اور وہ مسئلہ اجتہادی خطا شمار ہوگا جو قابل ترک تو ہے لیکن باعث ملامت نہیں اس لئے کہ مجتہد اپنے اجتہاد اور جدوجہد اور تحقیق کے باعث اپنی خطا پر بھی مستحق اجر و ثواب ہے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اذا حکم الحاکم فاجتھد	جب حکم کرے حاکم اور اجتہاد کرے اور اپنے اس
ثم اصاب فلہ اجران و	اجتہاد میں صواب کو پہنچے تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے
اذا حکم فاجتھد ثم اخطأ	اور جب وہ حکم کرے اور اجتہاد کرے اور اس نے اس
فلہ اجرٌ۔	اجتہاد میں غلطی ہو تب بھی اس کے لئے ایک اجر ہے۔

ارشاد نبوی سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ بلا تحقیق اور بلا صحیح علم کے کوئی مسئلہ بیان نہ کرے ورنہ مجرم و خطاکار ہوگا خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہی میں مبتلا کرے گا جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

فافتوا بغیر علم فضلوا و	مسئلہ بتائیں گے بغیر علم اور بلا تحقیق پس خود بھی
اضلوا (بخاری و مسلم)	گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اللہ اور رسول کی اطاعت کا معیار

اللہ اور رسول کی اطاعت شیوۂ انسانی اور فریضہ ایمانی ہے جس کے بغیر نہ انسان انسان بن سکتا ہے نہ مومن مومن کہلایا جا سکتا ہے اور اطاعت جب ہی تام ہو سکتی ہے جب انسان اللہ اور رسول کے ہر حکم پر مطمئن ہو اور اس کا دل و دماغ پورے طور پر اس کو قبول کرے ورنہ دل و دماغ کی بغاوت کے ساتھ حکم کو بجالانا اطاعت نہیں بلکہ ایک گونہ نفاق ہے۔ منافقین عرب اللہ اور رسول کے احکام کی تعمیل کرتے تھے لیکن اُن کا دل و دماغ ان کی حقانیت اور صداقت سے مطمئن نہ تھا اس لئے ان کو مومنین خالصین سے جُدا کر دیا گیا اور جب انسان کا دل و دماغ احکام الٰہی کی حقانیت اور صداقت کو قبول کر لیتا ہے اور ہر طرح سے مطمئن ہو جاتا ہے تو اس میں یہ چار امور پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۱) ہر معاملہ میں اللہ اور رسول کے حکم کی طلب اور جستجو ہوتی ہے تاکہ کوئی کام اللہ اور رسول کے حکم اور منشاء کے خلاف سرزد نہ ہو۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ	اے ایمان والو۔ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں پھر اگر تم جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء)	یہ بات بہت اچھی ہے اور اس کا انجام بہت بہتر ہے ۔

آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے کے اصلی مقتضیات اور لوازمات سے یہ امر بھی ہے کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے دینوی منافع اور مصالح پر نظر نہ رکھے بلکہ اللہ اور رسول کے حکم کی طلب اور جستجو کر کے اس کے موافق عمل کرے تاکہ آخرت کے مواخذہ اور گرفت سے محفوظ ہو جائے اور ظاہر ہے کہ جس انسان کا اس بات پر یقین کامل ہو گا کہ مجھ کو اللہ رب العزت نے پیدا کیا ہے اور آخرت کے دن میرے ہر کام کا محاسبہ اور بازپرس کرے گا اس کی کبھی ہمت اور جرأت نہیں ہو سکتی کہ کوئی کام بھی خود رائی اور خود پسندی سے کر سکے بلکہ وہ تا بمقدور اپنے ہر کام کو حکم ربانی کے ماتحت کرنے کی کوشش کرے گا اور اسی میں خیر و صلاح اور حسن و خوبی کا سارا راز مضمر اور پوشیدہ ہے ۔

(۲) اللہ اور رسول کے ہر حکم کے سامنے اپنے تمام اختیارات معدوم ہوں گے اور اس کی بجا آوری میں کسی قسم کا تذبذب اور تامل نہ ہو گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۔	اور نہیں مومن مرد اور عورت کے لئے ۔ جب حکم کرے اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا ۔ یہ کہ رہے اختیار ان کو اپنے کام میں ۔
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ	اور جس نے نافرمانی کی اللہ اور اس کے رسول کی

ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا (سورہ احزاب ع ۵) پس وہ گمراہ ہو گیا کھلی گمراہی۔

آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ کسی کام میں اللہ اور رسول کا حکم معلوم ہو جانے کے بعد پھر ہر مومن کے لیے اس کی تعمیل اور بجا آوری متعین ہو جاتی ہے اور اس کے تمام اپنے اختیارات ختم ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ اور رسول کا کوئی حکم اور فرمان معلوم ہو جانے کے بعد اس کی بجا آوری میں ذرا تامل اور پس و پیش ہو گا تو یہ بھی ایک گونہ نافرمانی ہے جو کھلی گمراہی ہے اور ایمان کے سراسر منافی ہے۔

(۳) اللہ اور رسول کے حکم کی بجا آوری میں کسی قسم کی دل تنگی اور الجھن اور انقباض نہ ہو گا بلکہ پوری بشاشت اور فرحت کے ساتھ اس کا استقبال ہو گا اور برضا و رغبت اس کے سامنے سر تسلیم خم ہو گا گویا وہی دل کی مراد اور اپنا اصل مقصود اور منشا ہو۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورۃ النساء)

سو قسم ہے آپ کے رب کی وہ لوگ مومن نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ ہی کو منصف بنائیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے اور پھر وہ اپنے دل میں کوئی تنگی آپ کے فیصلہ سے نہ پاویں اور خوشی سے قبول کریں۔

آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری اور لازمی ہے کہ اپنے ہر کام میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کیا جائے اور جب اللہ اور رسول کا حکم

معلوم ہو جائے تو محض اس کی تعمیل اور بجا آوری کافی نہیں بلکہ اس کی تعمیل اور بجا آوری میں دل تنگی اور انقباض طبعی کا نہ ہونا اور پورے ذوق اور رضا و رغبت کے ساتھ اس کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے اور اللہ اور رسول کے کسی حکم میں دل تنگی اور انقباض ایمان کے بالکل منافی ہے ۔

(۴) اللہ اور رسول کے جس حکم کی تعمیل ہو گی اس کے ذاتی منافع اور ظاہری فوائد پر نظر نہ ہو گی بلکہ صرف اللہ اور رسول کی رضا اور خوشنودگی مطلوب اور مقصود ہو گی ظاہری اور مادی منافع اور فوائد کی خاطر احکام خداوندی کی بجا آوری حقیقی بندگی نہیں بلکہ ایک قسم کا شرک خفی ہے جو عمل صالح کو بے کار اور نامقبول اور ناپسندیدہ بنا دیتا ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ	پس جو شخص اللہ کی ملاقات کا اُمیدوار ہو تو
عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ	چاہیئے کہ عمل صالح کرے اور نہ شریک بنائے
رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۞ (سورۂ کہف ع ۱۱)	اپنے پروردگار کی بندگی میں کسی کو ۔

آیۂ کریمہ سے معلوم ہوا کہ کسی عمل کے مقبول اور پسندیدہ ہونے کی دو شرطیں ہیں اول یہ کہ وہ عمل صالح ہو یعنی شریعت محمدیہ کے بالکل مطابق ہو کمیر ہو تجاوز نہ ہو ۔ دوسرے یہ کہ خالص اللہ رب العالمین کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہو کسی دوسری غرض اور ظاہری منفعت کی اس میں آمیزش نہ ہو اور جس عمل صالح میں مادی منافع اور ظاہری فوائد پر نظر ہو گی تو یہ حقیقی بندگی کے منافی ہے اور عبادت

خداوندی میں دوسرے کو شریک کرنے کے مرادف ہے جو سراسر مردود اور ملعون ہے اور اس عمل صالح کو بیکار اور ضائع کردیتا ہے۔ اغراض پرستی کفر و شرک کی روح رواں ہے اور بندگی کے لئے سم قاتل ہے۔

یہ چاروں امور اللہ اور رسول کی اطاعت کا اصل معیار ہیں جن پر ایمان کی تکمیل موقوف ہے اور درحقیقت یہ ایمان کے مدارج اور مراتب ہیں اور اعلیٰ ایمان اس شخص کا ہے جس میں یہ سب امور پورے طور پر پائے جائیں۔

اللہ اور رسول کی عظمت و محبت

محبت انسان کا فطری اعلیٰ جوہر ہے جس انسان میں جذبۂ محبت نہیں وہ انسان کہلانے کا مستحق اور سزاوار نہیں۔

جذبۂ محبت کو پیدا اس لئے کیا گیا تاکہ مخلوق خدا کو خالق کے ساتھ تعلق اور وابستگی پیدا ہو جائے اور یہ تعلق ہر ماسوا کے تعلق پر غالب رہے۔ اللہ رب العالمین کے ساتھ محبت و تعلق یہی مقصود زندگی ہے اور یہی اصل عبادت اور بندگی ہے اور اسی پر مذہب کی تعمیر قائم ہوتی ہے اگر یہ تعلق مستحکم اور استوار ہے تو ساری زندگی مستحکم اور استوار ہے۔ اور ہر کام مذہبی اور عین بندگی ہے اور اگر اس تعلق میں کمی یا کجی ہے تو زندگی سراسر شرمندگی ہے اور وہ بندگی نہیں پوری گندگی ہے مذہب نہیں بالکل بے دینی ہے اللہ رب العالمین کے ساتھ محبت و تعلق کے مستحکم اور استوار ہونے کے لئے دو

امور کا ہونا ضروری اور لابدی ہے

اوّل یہ کہ اظہار تعلق اور اظہار نیازمندی کا جو طرز و طریقہ اللہ رب العالمین کے لئے اختیار کیا جاتا ہے اس کو غیر اللہ کے لئے ہرگز ہرگز اختیار نہ کیا جائے مثلاً ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور سجدہ کرنا اور طواف کرنا، اپنی حاجات کو طلب کرنا۔ مصیبت اور مشکل میں پکارنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب امور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ہیں غیر اللہ کے لئے روا نہیں خواہ وہ خدا کے نبی اور رسول ہوں یا دیگر برگزیدہ ہستیاں ہوں۔ جو تعظیم و تکریم کے طریقے اللہ رب العزت کے لئے خاص ہو چکے اُن کو کسی دوسری ہستی کے لئے کسی طرح استعمال نہیں کیا جاسکتا اسی کو محبت کا شرک کہتے ہیں جو عبادت کے شرک کی اصلی جڑ اور بنیاد ہے اور ایمان و اسلام کے بالکل منافی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربّانی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ)	اور بعض لوگ وہ ہیں جو بناتے ہیں اللہ کے سوا شرکا محبت کرتے ہیں ان سے اللہ جیسی محبت اور جو لوگ ایمان لائے زیادہ مضبوط ہیں اللہ کی محبت میں۔

آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے ساتھ محبت و تعلق کا وہ برتاؤ کرنا جو حضرت اللہ رب العزت کے لئے ہونا چاہیے تھا اس کو خدا کی خدائی میں شریک کرنے کا مرادف اور کھلا کفر و شرک ہے جو ایمان و اسلام کے بالکل منافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت عین دین اور اصل ایمان ہے
جس کے بغیر کوئی دعویٰ محبت بارگاہِ خداوندی میں لائق شنوائی اور قابلِ پذیرائی
نہیں جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (سورۃ البقرہ)

کہہ دو۔ اگر محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میرا اتباع کرو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے۔

پس اللہ رب العالمین کی محبت کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور فرمانبرداری کا طوق گردن میں پڑا ہوا ہو۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور پیروی کے بغیر محبتِ خداوندی کا دعویٰ سراسر گمراہی
اور بے دینی ہے ؎

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت و حرمت کے باوجود جو آداب
نیازمندی اور اظہارِ بندگی اللہ رب العالمین کے لئے خاص ہیں ان کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے اختیار کرنا بندگی کے بالکل منافی ہے اسی کو فرق مراتب کہتے ہیں۔
جس کی بے خیالی الحاد و بے دینی ہے ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ہدایت اُمت کو یہی فرمائی کہ

میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا۔

لعن اللہ الیھود والنصاریٰ	اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی یہود و نصاریٰ
اتخذوا قبور انبیاءھم	پر اس لئے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں
مساجد (مشکوٰۃ عن الصحیحین)	کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔

حضرت جندب رضؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نبیوں اور بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ خبردار رہو ـــــ تم ہرگز قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں (مشکوٰۃ)

دوسرے یہ کہ اللہ اور رسول کی عظمت و محبت، ماسوا کی عظمت و محبت سے بڑھی ہوئی ہو۔ اور اللہ و رسول کی عظمت و محبت، کے مقابلہ میں ہر چیز ہیچ اور بے وقعت ہو۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَ	کہدو۔ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور
اِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ	عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں
وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ	اور تجارت جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور
تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ	حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو۔

اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞

تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔

جن چیزوں میں بھی انسان کا دل پھنس سکتا تھا آیۃ کریمہ میں سب ہی کا ذکر کر دیا گیا۔ اگر خدانخواستہ ان چیزوں کے ساتھ تعلق اللہ اور رسول کے تعلق پر غالب آجائے تو پھر عذاب الٰہی کا انتظار ایک ناگزیر امر ہے اس لئے کہ یہ کھلا فسق اور گمراہی ہے اور فاسقوں گمراہوں کے لئے راہ یابی نہیں ہو سکتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لا یؤمن عبد حتی اکون احب الیہ من اھلہ ومالہ والناس اجمعین وفی روایۃ۔ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین۔

کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکو مجھ سے زیادہ محبت نہ ہو اپنے گھر والوں سے اور اپنے مال و متاع سے اور تمام لوگوں سے۔ دوسری روایت میں ہے اپنی اولاد سے اور اپنے باپ سے اور تمام لوگوں سے محبت زیادہ نہ ہو۔

محبت کی جتنی بھی انواع تھیں سب کو ان دونوں روایتوں میں جمع فرما دیا۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ ہر نوع کی محبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھی ہوئی ہو یہی کامل ایمان ہے اور یہی خالص ایمان کی علامت اور نشانی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ایمان واسلام کے اصلی متقضیات اور اہم لوازمات میں سے دو امر ہیں۔ ایک ظاہری۔ دوسرا باطنی۔

ظاہری امر یہ ہے کہ اظہار محبت و عظمت کا جو طریقہ اللہ رب العالمین کے لیے مخصوص ہے اس کو غیر اللہ کے لئے اختیار نہ کیا جائے اور جو صفات کمال اللہ رب العالمین کے لئے خاص ہیں ان کو اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کے لئے ثابت نہ کیا جائے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس نوع سے اظہار عظمت و محبت کیا جائے گا وہ اگرچہ پہلی نوع سے بالکل جداگانہ ہو گا مگر دیگر تمام انسانوں سے خواہ وہ صحابی ہوں یا ولی ممتاز و جداگانہ ہو گا۔ کسی ولی کو رسول کے رتبہ میں پہونچایا سمجھنا یا رسول کو اللہ کے درجہ تک پہونچانا یا سمجھنا سراسر شرک اور الحاد و بے دینی ہے اور ایمان و اسلام کے بالکل منافی ہے۔

باطنی امر یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے ساتھ قلبی تعلق ہر ماسوا کے محبت و تعلق پر غالب ہو اور اللہ و رسول کی عظمت و محبت کے مقابلہ میں ہر ایک کی عظمت و محبت قربان اور پامال ہو جب تک یہ دونوں امر موجود نہ ہوں گے ایمان و اسلام کے اصلی ذائقہ سے محروم و بے نصیب رہے گا۔

محبت و عظمت کی علامات

محبت و عظمت ایک باطنی جذبہ اور قلبی رجحان و میلان ہے لیکن جب دل میں یہ رونق افروز ہوتا ہے اُس کے اثرات اور علامات اور ثمرات و برکات ظاہر پر نمایاں اور درخشاں نظر آتے ہیں پس جب تک اللہ اور رسول کی عظمت و محبت کی ظاہری علامات نمایاں نہ ہوں

محض زبانی دعویٰ محبت نفس کا فریب ہے اور بالکل ناقابلِ اعتبار ہے۔

اللہ اور رسول کی عظمت و محبت کی چند علامات ذکر کی جاتی ہیں جو ایمان و اسلام کے لوازمات میں سے ہیں اور ہر مومن میں اُن کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) اوامرِ خداوندی اور احکام محمدی کی عظمت و محبت اور اُن کی بجاآوری کا شوق و رغبت، اور منہیات شرعیہ سے طبعی نفرت و حقارت اور اُن سے اجتناب کی جدوجہد اور اس عظمت و محبت کا یہ اثر ہو کہ اللہ اور رسول کے سامنے اپنے تمام اختیارات مسلوب ہوں اور اس کے خلاف کرنے کی جرأت و ہمت نہ ہو۔

یہ بات بالکل ناممکن اور محال ہے کہ اللہ اور رسول کے ساتھ محبت و تعلق بھی ہو اور احکام شرعیہ سے لاپرواہی اور اللہ اور رسول کی نافرمانی بھی ہو جیسا کسی شاعر نے کہا ہے۔

تعصی الالٰه وتظهر حبه   ان هذا لعمري في الفعال عجيب

ترجمہ۔ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور اُس کی محبت کا اظہار اور دعویٰ بھی کرتا ہے یہ تو (منجملہ دوسری) تعجب انگیز باتوں (فعلوں) میں سے ایک عجوبہ (بات یا فعل) ہے محبت و عظمت تو درکنار جس شخص کو اللہ اور رسول پر ذرا بھی یقین اور ایمان ہوگا اس کو ہرگز سرکشی اور نافرمانی کی جرأت و ہمت نہ ہوگی ہمیشہ خائف اور ترساں رہے گا۔

(۲) اللہ اور رسول کے نام، کام، کلام کی غایت تعظیم و توقیر۔

جب اللہ اور رسول کا نام آئے تو اس کے مقابلہ میں ہر چیز ہیچ در ہیچ ہو۔

جب اللہ اور رسول کا کلام سامنے آئے تو ہر چیز اس پر قربان ہو

جب اللہ اور رسول کا کلام پیش ہو تو سارے علوم و معارف اور تحقیقات علمیہ اس کے سامنے محض لغویات اور خرافات ہوں۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝	اور جو شخص تعظیم کرے اللہ کی نام رکھی چیزوں کی تو یہ دل کی پرہیزگاری کی نشانی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِنْدَ رَبِّهِ	اور جو شخص تعظیم کرے اللہ کی حرمتوں کی تو وہ بہتر ہے اس کے لئے اپنے رب کے پاس۔

جس شخص کو اللہ اور رسول کے ساتھ جس قدر تعلق ہوگا اسی قدر ہر اس چیز کے ساتھ تعلق ہوگا جس کو اللہ اور رسول کے ساتھ نسبت ہے اور وہ اللہ اور رسول کی کہلائی جاتی ہے اور ہر اس چیز کی پوری عظمت و وقعت ہوگی جو اللہ اور رسول کی جانب منسوب ہے اگر یہ نہیں تو وہ بھی نہیں۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ اور رسول کی عظمت و محبت ہو اور ان کی جانب منسوب چیزوں کی بے توقیری اور بے وقعتی ہو

(۳) اللہ اور رسول کا بار بار تذکرہ اس لئے کہ جو چیز دل میں سمائی ہوتی ہے بار بار بے ساختہ زبان پر آتی ہے اور زبان اس سے حلاوت حاصل کرتی ہے دیگر جوارح اور اعضاء محظوظ اور مسرور ہوتے ہیں اور دل باغ باغ مطمئن اور شاداں و فرحاں رہتا ہے۔ فرحت و انبساط کی لہر تمام جسم میں دوڑ جاتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ بے شک اللہ کے ذکر سے سکون پاتے ہیں قلب

بقول غالب مرحوم ۔ شعر

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

(۴) اللہ اور رسول کی راہ میں جہاد کرنا اور دینِ محمدی کی سرسبزی اور اوامر خداوندی اور شعائر اسلامی کی سربلندی اور شادابی میں جان توڑ کوشش کرنا اور اس کو اپنی زندگی کا اہم ترین مقصد اور اصلی مشغلہ بنانا کہ دارین کی صلاح و فلاح اسی پر موقوف اور منحصر ہے جیسا کہ صفحہ ۲۲ پر آیۃ کریمہ قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ الخ الآیۃ میں مذکور ہوا اور پوری تفصیل کے ساتھ ہم اپنے رسالہ "مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج"[1] اور رسالہ "اصلاح انقلاب" میں تحریر کر چکے ہیں۔

(۵) جس کسی کے ساتھ محبت یا عداوت ہو اللہ اور رسول کے لئے ہو اور حکم خداوندی کے ماتحت ہو اس کے بغیر ایمان و اسلام کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

من احب للّٰہ وابغض للّٰہ فقد استکمل الایمان
جس شخص نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے عداوت کی اس نے ایمان کو کامل کر لیا۔

اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جس شخص کو اللہ اور رسول کے ساتھ محبت و تعلق ہوگا اسی کے ساتھ اس کو بھی محبت و تعلق ہوگا اور جو شخص اللہ اور رسول سے بے تعلق

---

[1] یہ دونوں رسالہ مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کریں۔ "ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳"

اور برگشتہ ہوگا اس سے طبعی نفرت اور قلبی کدورت اور حقارت ہوگی۔ یہ کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ اللہ اور رسول کی عظمت و محبت بھی ہو اور اُن کے دشمنوں کے ساتھ قلبی تعلق اور میلانِ خاطر بھی ہو۔ اسی لئے مومنین کی خصوصیت بتائی گئی کہ وہ باہم مہربان اور دوسروں کے مقابلہ میں سخت دل اور غضبناک ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ — کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع اور پیروی ہو اور اس کو رائج کرنے اور چمکانے کا جذبہ اور خواہش ہو اور ہر خلافِ سنت کام سے نفرت ہو اور اس کو ملیامیٹ کرنے کی اُمنگ ہو اس لئے کہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے اور اس کی ادنیٰ مخالفت بھی ناقابلِ برداشت ہے اور گراں ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

مَنْ اَحْیٰی سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ — جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

یہ چند امور ہیں جو اللہ اور رسول کی عظمت و محبت کی ظاہری علامات ہیں جن سے قلبی کیفیت اور باطنی حالت ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس اندرون میں کیا سمایا ہوا ہے اگر ظاہری علامات مفقود ہیں تو باطن بھی نورِ معرفت اور سرِ درِ محبت سے خالی ہے اور زبانی دعویٰ محبت محض حربۂ زبانی ہے۔

واعظ کا ہر ایک ارشاد بجا تقریر بہت دلچسپ مگر ⁂ آنکھوں میں سرورِ عشق نہیں چہرہ پہ یقیں کا نور نہیں

ختم کلام

میری محترمہ دادی صاحبہ کے والد حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی قدس سرہٗ جو اتباع شریعت اور اتباع سنت میں مشہور تھے اور خصوصی شان رکھتے تھے۔ جب آخری حج کو ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہونے لگے تو اپنے خاندان کی سب عورتوں کو جمع کیا اور فرمایا "نئے نئے مولوی اور نئی نئی کتابیں ظاہر ہوں گی اور گمراہ کریں گی تم کسی کی نہ سننا بلکہ ان چار کتابوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا اور مولویوں کی انھیں باتوں کو ماننا جو ان کے موافق ہوں اور انہیں کتابوں کو قبول کرنا جو ان کے موافق ہوں۔ وہ چار کتابیں یہ ہیں۔

(۱) تفسیر موضح القرآن حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی ؒ۔

(۲) مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف

(۳) ترجمہ مشارق الانوار

(۴) ترجمہ ہدایہ۔

حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کے کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ فقہ حنفی کی پابندی کرتے ہوئے کتاب وسنت کا اتباع کرنا ہی راہ نجات ہے اور باقی جہالت وضلالت ہے اور یہی میری ساری تحریر کا خلاصہ ہے کہ انسان کی ہدایت کے لئے کتاب اللہ نازل کی گئی اور سنت رسول اللہ طریقۂ عمل مقرر کی گئی صرف انہی کے اتباع پر انسان کی نجات اور دارین کی صلاح و فلاح موقوف اور منحصر ہے ان سے یک سر مو تجاوز کرنا یا ان میں کمی

دبیشی یا ردو بدل کرنا سراسر گمراہی اور بالکل الحاد و بے دینی ہے۔ پھر کتاب وسنت کا فہم وادراک بھی وہی معتبر اور مستند ہوگا جو صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کے فہم اور ادراک کے موافق ہو۔ اور کتاب وسنت کا ہر وہ فہم اور ادراک جو صحابہ کرامؓ اور اجماع امت اور سلف صالحین کے فہم وادراک کے مخالف ہوگا وہ کتاب وسنت کا فہم وادراک نہ ہوگا بلکہ شیطانی دھوکہ اور نفسانی وسوسہ شمار ہوگا اور ناقابل اعتبار اور ناقابل عمل اور مردود ہوگا۔ یہی دین حق ہے اور اسی پر انسان کی نجات اور دارین کی صلاح و فلاح موقوف ہے اور بس

دین اسلام کے متعلق چند ضروری باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئیں تاکہ گمراہی اور بربادی میں مبتلا نہ ہو۔

(۱) دین اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ رب العالمین کا مقرر کیا ہوا دستور زندگی ہے جس کی پابندی ہر فرد بشر کے لئے ضروری اور لازمی ہے اور اسی پر پروردگار عالم کی رضا و خوشنودگی اور انسان کی فلاح و بہبودی موقوف اور منحصر ہے اسی قانون زندگی کا ہر حکم حکم خداوندی ہوتا ہے اور ہر بات ہدایت ربانی ہوتی ہے پس دین اور مذہب کو معمولی اور رسمی شئے سمجھنا اور لاپرواہی اور بے توقیری کا معاملہ کرنا اپنے کو تباہ و برباد کرنے کا مرادف ہے۔

(۲) کسی چیز کے دین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسول کا قطعی فرمان ہے پس ہر رسم و رواج اور بلا تحقیق بات کو دین سمجھنا اور اللہ اور رسول کے حکم کی طرح

اس کی پابندی کرنا سراسر بے دینی ہے اور افترا پردازی ہے اور جب یہ تحقیق ہو جائے کہ یہ چیز دین ہے اور اللہ اور رسول کا حکم قطعی ہے تو پھر اس سے یک سرِ مُو تجاوز کرنا کھلی گمراہی اور بربادی ہے۔

(۳) دین کی پابندی کا اصلی تقاضا اور اعلیٰ مقام یہ ہے کہ اپنے ہر دنیوی مفاد اور ضرورت کو اللہ اور رسول کے حکم کے مقابلہ میں قربان کر دے اور یہی اسلام کا حقیقی مفہوم ہے اپنے مفاد اور ضرورت کے موافق حکم خداوندی کی تلاش و جستجو حقیقت سے بعید بات ہے اور حقیقی اسلام کے منافی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی شان یہی تھی کہ وہ اللہ اور رسول کے حکم پر سب کچھ قربان کر دیتے تھے اور دنیوی مفاد اور مصالح کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرتے تھے۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ

البتہ مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ مفاد عالیہ کو بالکل نظر انداز نہ کرے اور عوام کی سہولت اور آسانی کو ہمیشہ نظر رکھ کر احکام خداوندی نافذ کرے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

بشروا ولا تعسروا بشروا	آسانی کرو اور دشواری میں مبتلا مت کرو اور
ولا تنفروا (بخاری عن انس)	ترغیب دو اور متنفر نہ بناؤ۔

(۴) دین کا بیشتر حصہ قلبی ارادہ اور باطنی رجحان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ہو سکتا ہے کہ ایک کام بظاہر دین ہو لیکن نیت اور ارادہ کی خرابی کے باعث وہ مردود اور ناقابل پذیرائی ہو۔

نیت اور ارادہ کی خوبی اور عمدگی ایک معمولی کام کو اعلیٰ بنا دیتی ہے اور نیت و ارادہ کی خرابی سے بڑے سے بڑا عملِ خیر بے کار ہو جاتا ہے اس لیے اپنی دینی حالت پر کبھی اطمینان اور بھروسہ نہ کرے اور ہمیشہ حق کی جستجو اور طلب میں کوشش کرتا رہے۔ جس نے اپنے حال پر قناعت کرلی وہ بڑے دھوکے میں مبتلا ہو گیا اور آگے ترقی کرنے سے محروم ہو گیا ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست
ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

(۵) دین اسلام میں جو امور قطعی اور یقینی ہیں وہ بالکل واضح اور صاف ہیں اور انہیں کے یقین اور تسلیم پر نجات موقوف ہے۔ پس سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ قطعی اور یقینی امور پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے اور جن امور کا دین ہونا مشکوک اور مشتبہ اور غیر یقینی ہے ان کی جانب التفات نہ کرے۔ اصل دین وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں تھا۔ بعد میں جو نئی نئی باتیں ظاہر ہوئیں اور ان کو دین میں شامل کر لیا گیا۔ وہ سب کی سب مخترعات اور بدعات ہیں۔ جن سے اجتناب اولیٰ ہے۔

(۶) دینی امور اور شرعی مسائل میں اختلاف رائے اور شے ہے اور دین اسلام میں افتراق اور اختراع الگ چیز ہے۔ اختلاف رائے ایک ناگزیر امر ہے۔ جو امتِ محمدیہ کے لئے سراسر رحمت اور نعمت ہے جس کے باعث امت پر سہولت کے راستے

کشادہ ہوگئے اور ساری تنگیاں اور دشواریاں دور ہوگئیں

اور دین میں اختراع اور افتراق یعنی کسی نئی بات کو دین سمجھکر دین میں شامل کرکے ایک نیا گروہ بنا لینا سراسر جہالت اور ضلالت ہے اور دین اسلام کو تباہ اور برباد کرنے کا مرادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب باطل فرقوں کی پوری تحقیق و تفتیش کی جائے تو اس کے منتہا پر اسلام کے دشمنوں کا ہاتھ نظر آئے گا۔ اور وہ غیر مسلموں کی معاندانہ مساعی کا نتیجہ ہوگا۔

ان چند امور کو اگر ذہن میں رکھے گا تو انشاء اللہ ہر نوع کی گمراہی اور بدراہی سے محفوظ رہے گا۔

اس تحریر سے مقصد کسی خاص فرقہ کی تردید نہیں بلکہ مسلکِ حق اور صراطِ مستقیم کو واضح کرنا ہے جس کے ضمن میں بیشتر باطل خیالات اور فاسد رجحانات کی جانب بھی اشارہ ہو گیا جو ایک سمجھدارِ حق کے متلاشی کے لئے بہت کافی ہیں۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ وصلی اللہ علی سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین محمد وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

محمد احتشام الحسن غفرلہٗ

کاندھلہ ضلع مظفر نگر

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ

فہرست مضامین

یادگار شادی

برخورداری سلمہا کی شادی کی خوشی میں "دینی و علمی تحفہ" ہر مسلمان بھائی کی خدمت میں پیش ہے ع

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

محمد احتشام الحسن

حضرت مولانا محمد احتشام الحسن صاحب کاندھلوی کی تصانیف

مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج اس مختصر رسالے میں اول مسلمانوں کے تنزل کے اسباب کی تحقیق کی پھر اس کا علاج قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں تجویز کیا۔ اور حضرت مولانا شاہ محمد الیاسؒ کے تبلیغی نظام اور دستور العمل اور اصولی قواعد وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت چار آنے ۴ر

اصلاح انقلاب یعنی مسلمانوں کے تنزل کے اسباب اور اُن کا علاج

مسلمانوں کی زبوں حالی کا بیان، ترقی کا صحیح راستہ، زندگی کا اصلی مقصد، انحطاط کا اصل باعث اور دیگر عوارض جدید وقدیم اثرات کا تصادم تمام مشکلات کا صحیح طریقہ علاج کی توضیح۔ اس کام کے نتائج اور ثمرات وغیرہ مضامین پر مشتمل مختصر اور مفید رسالہ قیمت ۶ر

تبلیغ کیا ہے؟

جس میں مولانا کی حسب ذیل چھ کتابوں کو یکجا جمع کیا گیا ہے جو تبلیغی تحریک کے اغراض ومقاصد کو واضح کرتی ہیں۔ یکجا مجلد ۲/۲۵

اسلامی زندگی	اصلاح انقلاب	اصلاح معاشرت	پیام عمل	مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج	دین خالص
۵ر	۲/۷	۱/۲۵	۱/۲۵	۲/۲۵	-/۵۰

مولانا کی دیگر مفید کتب ہیں

رفیق حج ۱/۵۰ ۔ حجۃ الوداع ۱/۲۵ ارکان اسلام ۵ر آداب معیشت ۵۰/-

خلفائے راشدین اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات ۱/۲۵ معارف السنۃ ۴/-

ادارہ اشاعت دینیات ۔ حضرت نظام الدینؒ نئی دہلی ۱۳